تقریر

تقریر بابت نونہالان
وقت 3-4 منٹ

ہمسایوں سے حسن سلوک

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا (النساء:37)

کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

اِک شجر پیار کا ایسا بھی لگایا جائے
جس کا ہمسائے کے آنگن میں بھی سایہ جائے

میرے پیارے بچو! آج مَیں اپنے پیارے بچوں کے سامنے ہمسایوں سے حسنِ سلوک کے آداب اور فرضیت کے متعلق بیان کروں گا۔

مَیں نے آج یہ عنوان اپنے نونہالان کے لیے اِس لیے چنا ہے کہ جوں جوں دنیا ترقی کر رہی ہے اور ہر بندہ کی مصروفیات میں اضافہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کا خیال رکھنے میں کمی آ رہی ہے تو مَیں اپنے احمدی بچوں سے اُن کے گھروں کے اردگرد رہنے والے باسیوں کے حقوق کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت نمبر 37 میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی تاکید کے بعد بعض عزیز رشتہ داروں دوستوں، ماتحتوں اور ہمسایوں سے پیار و محبت سے پیش آنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہمسایوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

نمبر1 : وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى یعنی رشتہ دار ہمسائے گویا رشتہ داروں کی تعریف کر دی وہ یہ کہ بعض دفعہ رشتہ دار بھی ہمسائے میں رہتے ہیں جن کی قدر کرنا ضروری ہے اور دوسرے رشتہ دار بھی ہمسائے کے زُمرے میں آتے ہیں خواہ وہ کچھ فاصلہ پر ہی رہتے ہوں۔

نمبر2 : وَالْجَارِ الْجُنُبِ یعنی غیر رشتہ دار ہمسائے۔ ہم انگریزی میں ان کے لیے neighbors کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اسلام نے ہمسایہ یعنی پڑوسی کی حدود بہت وسیع رکھی ہیں ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر سے چاروں طرف سو سو گھرانے آپ کے ہمسائے کہلاتے ہیں اسی لیے کسی بچے کے پوچھنے پر کہ تحفہ کس پڑوسی کو دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا گھر قریب تر ہے وہی تحفے کا زیادہ مستحق ہے۔

(بخاری کتاب الادب)

پیارے بچو! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار مقامات پر پڑوسیوں کے حقوق پر گفتگو فرمائی ہے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل ہمیشہ مجھے پڑوسی سے حسنِ سلوک کی تاکید کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ مجھے خیال آنے لگا کہ کہیں وہ اِسے جائیداد میں حصّہ دار ہی نہ بنا دیں۔

(بخاری کتاب الادب)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کو انسان کی پہچان کا ذریعہ دو طریق پر بنایا۔

نمبر1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کس طرح مجھے معلوم ہو کہ مَیں اچھا ہوں یا بُرا؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بہت اچھے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرزِ عمل اچھا ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ تم بُرے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا رویّہ بُرا ہے۔

(ابن ماجہ ابواب الزھد)

دوسرے نمبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ ساتھی اچھا ہے جو اپنے ساتھیوں کے لیے اچھا ہے اور پڑوسیوں میں سے وہ پڑوسی بہترین ہے جو اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔

(ترمذی باب البر)

پیارے بچو! ان دو حدیث سے پڑوسی اور neighbors کی تعیین ہوتی ہے۔ کلاس فیلو اور سیٹ فیلو بھی Neighbors کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک دفتر یا ایک فیکٹری میں کام کرنے والے بھی Neighbors ہیں۔ جن سے حسن سلوک کرنا ضروری ہے کیونکہ پڑوسی سے حسن سلوک کرنا، اُس کے حقوق ادا کرنا واقعتاً فضل الٰہی سے ہی ہے جو انسان کو سچے ایمان کا وارث بنا دیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الزھد)

اس حدیث کی تائید میں میں ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ حج سے فارغ ہو کر حرم میں استراحت فرما رہے تھے کہ خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے نازل ہوئے ہیں جو ایک دوسرے سے ہم کلام تھے کہ اس سال کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا ہے۔ ایک فرشتہ نے جواباً کہا کہ چھ لاکھ لوگوں میں سے کسی کا حج قبول نہیں ہوا۔ ہاں! دمشق میں ایک شخص علی بن موفق جو جوتے مرمت کرتا ہے کا حج قبول ہوا ہے حالانکہ وہ حج پر نہیں آیا حضرت عبداللہ بن مالکؓ نے اس موچی کے حج قبول کرنے کی وجہ دریافت کرنے کے لیے دمشق کا سفر اختیار کیا۔ ملاقات کے وقت اِس موچی نے بتایا کہ مَیں نے حج کے لیے محنت کر کے 30 ہزار درہم جمع کیے۔ میری بیوی امید سے تھی اُسے ایک دن گوشت کی طلب ہوئی۔ اِسی اثنا میں پڑوسی کے گھر سے گوشت پکنے کی خوشبو پر مَیں نے اس سے تھوڑا سا سالن مانگا۔ اُس نے کہا کہ یہ گوشت تم پر حلال نہیں ہے۔ میرے بچے سات دن سے بھوکے تھے مَیں نے اضطراری حالت میں مُردہ جانور کا گوشت پکایا ہے اس پر مَیں نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے لعن طعن کی کہ پڑوسی بھوکا ہے اور تُم حج پر جا رہے ہو۔ مَیں نے وہ 30 ہزار درہم اپنے پڑوسی کو دے دیئے کہ وہ اپنے بال بچوں پر خرچ کرے۔

(تذکرہ اولیاء باب نمبر 3 صفحہ 135)

پیارے بچو! مجھے محدود وقت میں پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کی اہمیت اور انعامات بتانے ہیں ورنہ اس حوالہ سے بہت کچھ کہا جا سکتا ہے اور اس پر مختلف زاویہ ہائے فکر سے توجہ دلانے کی ضرورت بھی ہے کیونکہ موبائل فونز، واٹس ایپ نے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو آپس میں دور کر دیا ہے۔ ان کی طرف آنا جانا ختم ہو گیا حتّٰی کہ تعزیت اور عیادت بھی فون پر ہی رہ گئی ہے۔ مَیں نے اوپر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کچھ پڑوسیوں کے حقوق کے حوالے سے بیان کیے ہیں۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَورِ مبارک میں بعض واقعات بھی ایسے ہیں جو سبق آموز ہیں جیسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک دفعہ پڑوسیوں کی بکری گھس آئی اور روٹی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تیار کر رکھی تھی لے گئی۔ حضور نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا دیکھو! پڑوسی کو اس کی بکری کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچانا۔ جو لے گی، لے جانے دو کیونکہ حضرت عائشہؓ اس روٹی کی خاطر بکری کے پیچھے بھاگی تھی۔

(الادب المفرد ترمذی حدیث 120)

پیارے بچو! الغرض ہمسایہ بھی انسانی سوسائٹی میں اہم حصہ ہوتے ہیں ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا اچھا انسان کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ اوپر بیان مضمون جو میں بیان کر آیا ہوں وہ ہمیں توجہ دلاتا ہے کہ ہمسائے انسان کو انسان بنانے اور ایک اچھا مسلمان بنانے میں کارگر ثابت ہوتے ہیں یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ صرف گھروں تک ہمسائیگی محدود نہیں۔ مَیں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ دفاتر فیکٹریاں اور کلاس رومز میں بھی ہمسائیگی رہتی ہے تاکہ سوسائٹی میں تقسیم ہونے والے محلے اور قوموں اور ملکوں پر فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے ہمسائے ملکوں اور قوموں کے ساتھ اچھا سلوک کریں تاکہ دنیا میں امن قائم ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربہ زیادہ کر لو تاکہ اُسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے، اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں لیکن اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو۔ بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ 215)

حضرت خلیفۃ المسیح خامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدر تلقین کی گئی، اس قدر تواتر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرف توجہ دلائی گئی کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید اب ہمسائے ہماری وراثت میں بھی حصہ دار بن جائیں گے۔ تو ہمسائے کی یہ اہمیت، یہ احساس دلانے کے لئے ہے کہ اس کا خیال رکھنا، اس سے حسن سلوک کرنا، اس کی ضروریات کو پورا کرنا بہت اہم ہے۔ کیونکہ یہ بھی ہمسائے ہیں جو گھر کی چار دیواری سے باہر قریب ترین لوگ ہیں۔ اگر یہ ایک دوسرے سے حسن سلوک نہ کریں، ایک دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث بنیں، تو جس گلی میں یہ گھر ہوں گے جہاں حسن سلوک نہیں ہو رہا ہو گا تو وہ گلی ہی فساد کی جڑ بن جائے گی۔ اس گلی میں پھر سلامتی کی خوشبو نہیں پھیل سکتی۔ گھر سے باہر نکلتے ہی سب سے زیادہ آمنا سامنا ہمسایوں سے ہوتا ہے۔ ان کو اگر دل کی گہرائیوں سے سلامتی کا پیغام پہنچائیں گے تو وہ بھی آپ کے لئے سلامتی بن جائیں گے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون2007ء)

(کمپوزڈ: نصیر احمد چوہدری)

✡✡✡✡